عجل بني إسرائيل في بلاد المسلمين

مسلمانوں کے ملک میں
بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت

شام کے موجودہ حالات کے تناظر میں

شیخ سامی بن محمود العُریدی

مترجم: مفتی عامر احمد سلطانی

ادارہ حطّین

مسلمانوں کے ملک میں
بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت

[عجل بني إسرائيل في بلاد المسلمين]

شیخ ڈاکٹر سامی بن محمود العُریدي حفظہ اللہ

مترجم: مفتی عامر احمد سلطانی

ادارۂ حطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ (الأعراف: ۱۵۲)

”بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا، انہیں عن قریب ان کے رب کی جانب سے غضب اور دنیوی زندگی میں ذلت پہنچ کر رہے گی، اور افترا پردازوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں“۔

پیش لفظ

جہاد کے ثمرات کی حفاظت کیجیے

الحمدلله والصلوة والسلام على رسول الله وبعد،

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○﴾ (ھود: ۱۱۲، ۱۱۳)

”(اے پیغمبر) جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس کے مطابق تم سیدھے راستے پر ثابت قدم رہو، اور وہ لوگ بھی جو توبہ کر کے تمہارے ساتھ ہیں، اور تم لوگ حد سے آگے نہ نکلو۔ یقین رکھو کہ جو عمل بھی تم کرتے ہو، وہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے۔ اور (مسلمانو!) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، کہ دوزخ کی آگ تمہیں بھی آپکڑے اور تمہیں اللہ کو چھوڑ کر کسی قسم کے دوست میسر نہ آئیں، پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کرے“۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کی تلقین فرمائی ہے؛ اول یہ کہ اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر استقامت دکھائی جائے... اور یہ کامیابی کا راستہ ہے... اور دوم یہ کہ کافروں کی طرف نہ جھکا جائے کیونکہ یہ ناکامی کا راستہ ہے۔ کافروں کی طرف جھکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اللہ کے احکامات سے منحرف کر دیں گے۔ اس آیت میں اخروی ناکامی کا ذکر ہے کہ جہنم کی آگ آپکڑے گی، جبکہ دوسری آیت میں اس مضمون کو جب بیان کیا گیا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے دنیوی ناکامی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ڰ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ○ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْــــًٔا قَلِيْلًا ○ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ○﴾ (الإسراء: ۷۳-۷۵)

”اور (اے پیغمبر ﷺ) جو وحی ہم نے تمہارے پاس بھیجی ہے، یہ (کافر) لوگ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس سے ہٹانے لگے تھے، تاکہ تم اس کے بجائے کوئی اور بات ہمارے نام پر گھڑ کر پیش کرو، اور اس صورت میں یہ تمہیں اپنا گہرا دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم نے تمہیں ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو تم بھی ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دگنی سزا دیتے، اور مرنے کے بعد بھی دگنی، پھر تمہیں ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ ملتا“۔

یقیناہمارے محبوب پیغمبر ﷺ معصوم ومبرا ہیں، یہاں اللہ تعالی مسلمانوں کو تنبیہ فرمارہے ہیں کہ کبھی بھی کفار کے دامِ فریب میں نہیں آنا کہ تم اگر ان کی باتیں مانو گے تو وہ تمہارے دوست بن جائیں گے یا تمہادی دشمنی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو دنیا میں بھی اللہ انتہائی رسوائی میں مبتلا کریں گے اور آخرت کا دوگنا عذاب بھی چکھنا پڑے گا، والعیاذ باللہ۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُومًا، وَلَكِنْ هَذَا تَعْرِيفٌ لِلْأُمَّةِ لِئَلَّا يَرْكَنَ أحد منهم إلى المشركين في شي من أحكام الله تعالى وشرائعه.

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ معصوم (گناہ سے پاک) تھے۔ یہاں تو امت کو تنبیہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے کسی ایک حکم کے معاملے میں بھی مشرکین کی طرف نہ جھکے"۔[1]

اسلام اور مسلمانوں کی اس مغلوبیت کے دور میں مسلمانوں کو عزت وسرفرازی کی امید ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے میدان میں اترے ہیں اور اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں مصروفِ عمل ہیں، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج راہ جہاد کے راہیوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ یہ بن چکا ہے کہ وہ مغربی قوتوں اور عالمی غنڈوں کے ساتھ مصالحت کرکے اپنا ہدف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس مصالحت کی راہ میں وہ ان مبادی تک کو چھوڑ دیتے ہیں جن پر جہاد کھڑا کیا گیا تھا، بلکہ منزل تک پہنچنے میں کتنے ہی منکرات میں پھنس جاتے ہیں اور آخر میں مقصد محض کسی شخص یا جماعت کا غلبہ واقتدار رہ جاتا ہے۔ یوں مسلمانوں کی بے تحاشا قربانیاں رائیگاں جاتی ہیں اور جہاد کے ثمرات ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسلام جو پہلے مغلوب تھا، وہ ساری جدوجہد کے بعد بھی مغلوب رہتا ہے اور مسلمان جو پہلے غلام تھا، وہ آزادی کے بعد بھی غلام رہتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ ایمن الظواہری نے شامی جہاد وانقلاب کے آغاز میں... ۲۰۱۳ء میں... اپنے بیان '**خمسة وستون عاما على قيام دولة الإحتلال إسرائيل**' میں اہلِ شام سے فرمایا تھا:

"اے رباط وجہاد کے شام میں ہمارے لوگو! اے شام میں جہاد کے شیرو! امریکہ، اس کے کارندے اور حلیف چاہتے ہیں کہ تم اپنا، اپنی عورتوں اور بچوں کا خون بہاؤ، تاکہ بعثی علوی مجرم کی حکومت گر جائے اور اس کی جگہ امریکہ کی اتحادی اور اسرائیل کی محافظ حکومت قائم ہو جائے جو شریعتِ اسلامی سے سرکشی کرے اور عالمی قوانین کے سامنے جھک جائے۔

اے شام میں اسلام کے شیرو! آپس میں جمع ہو جاؤ، متحد ہو جاؤ، ایک دوسرے کی موافقت کرو، اور عہد کرو کہ تم اس

---

[1] الجامع لأحكام القرآن، ج ١٠، ص ٣٠٠، ط دارعالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية

وقت تک اسلحہ نہیں پھینکو گے اور نہ ہی اپنی خندقیں چھوڑو گے جب تک کہ رباط اور جہاد کی سرزمینِ شام میں ایک ایسی اسلامی حکومت قائم نہ ہو جائے جو خلافت کو واپس لانے کے لیے کوشش کرے، عدل قائم کرے، فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے، شوریٰ کو لازم پکڑے، اور فلسطین سمیت مسلمانوں کی ہر مقبوضہ زمین کی بازیابی کے لیے جدوجہد کرے۔ اس عظیم مقصد کے لیے متحد ہو جاؤ، جس کے ذریعے تم آخرت میں اپنے رب کی رضا اور دنیا میں اس کی مدد حاصل کرو گے۔ بیشک تمہارا، تمہارے بچوں اور عورتوں کا پاکیزہ خون اس سے بہت بلند، قیمتی اور گراں تر ہے کہ امریکی اور مغربی سودے بازی کے بازاروں میں اس کی بولی لگا کر اسے نیلام کیا جائے۔

اے شام میں اسلام کے شیرو! اس عظیم مقصد کے گرد متحد ہو جاؤ اور جماعتی نسبتوں اور تنظیمی تعصبات سے بالاتر ہو جاؤ۔ اسلام کے عظیم جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ، جس نے ہمیں اللہ کے اس قول کے ماتحت ایک کیا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝﴾

(ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ہے، وہ طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا (اے مسلمانو) تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بیشک شیطان کی چال کمزور ہے"۔

افسوس کے ساتھ ہمیں کہنا پڑ رہا ہے کہ اس حکیمِ امت کی نصیحت کو توجہ نہیں دی گئی۔ آخری سالوں میں شام کا محاذ عالمی طاقتوں کا اکھاڑا بن گیا، مجاہدین کے درمیان خانہ جنگی ہوئی، اسلامی دنیا کے منافقین نے اپنا کھیل کھیلا، وقت سے پہلے اقتدار کی کوشش کی گئی، تو نتیجہ میں آج شام صفوی رافضی شر و فساد اور بشار الاسد کے منحوس کردار سے تو آزاد ہو گیا، لیکن وہاں نہ مجاہدین کو قوت نصیب ہوئی، نہ مخلصین کی جان و مال محفوظ ہوئی اور نہ اسلامی شریعت نافذ ہوئی۔

آج شام میں جو کچھ ہو رہا ہے، ہر ذی عقل انسان اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ ان حالات کے بیان کے لیے شام میں مجاہدین کے معروف عالمِ دین شیخ سامی بن محمود العریدی حفظہ اللہ نے 'عجل بني إسرائيل في بلاد المسلمين' کے نام سے کتابچہ تحریر کیا ہے۔ اس کتابچے میں آپ نے شام میں رونما ہونے والے بعض بڑے حساس امور کی نشاندہی فرمائی ہے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے نجات کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا تو اسی طرح اس وقت شامی حکومت رافضی فتنے سے نجات کے بعد دین کے باب میں انتہائی سنگین منکرات میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے۔ اردو دان قارئین کے لیے کہ اس کتابچہ کا ترجمہ ہم ادارۂ حطین سے نشر کر رہے ہیں، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ خطہ برصغیر، بالخصوص پاکستان میں برسرِ پیکار مجاہدین شامی تجربے سے عبرت حاصل کر کے اپنے جہاد کی سمت کو درست رکھیں، اس راہ میں آنے والے ہر انحراف کی روک تھام کے

لیے چوکنا رہیں، عالمی طاقتوں اور عالمِ اسلام کے منافقین کو راضی کرنے کی فکر سے باز رہیں، شخصی اور تنظیمی اقتدار کو ہدف بنا کر مجاہدین کی قوت توڑنے سے دور رہیں اور اسلامی شریعت کی بالادستی کے مقصد سے ایک لمحے کے لیے بھی اور ایک انچ انحراف کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ مجاہدین میں یہ آگہی عام ہو کہ کس طرح کوئی بھی جہادی تحریک مغرب کے ہاتھوں انحراف کے راستے پر چل پڑتی ہے۔ یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس کتابچے کے مصنف شیخ ابو محمود سامی العریدی حفظہ اللہ اردن سے تعلق رکھنے والے معروف عالمِ دین ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں پیدا ہوئے اور اردن میں ہی علومِ دینیہ میں 'دکتوراہ' کی سند حاصل کی۔ آپ اردن میں حق گوئی کی پاداش میں تین بار گرفتار ہوئے، پھر شام میں انقلاب کے آغاز میں اس میں شریک ہوگئے، خود ۲۰۱۳ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک 'جبهة النصرة' میں شرعی مسؤولِ عام رہے۔ لیکن پھر انحراف کے دور میں اس گروہ سے الگ ہونے پر مجبور ہوئے اور شام میں القاعدہ سے منسلک جماعت 'حراس الدین' میں شامل ہوئے اور سالوں اس کے شرعی مسؤول عام رہے۔ آج آپ تنظیم القاعدہ کے مرکزی قائدین میں شمار ہوتے ہیں۔ انحراف کرنے والے تو آج شام میں حاکم ہیں، جبکہ یہ عالمِ ربانی، نحسبہ کذلک، آج بھی اس شام کی سرزمین پر مخفی ہو کر رہنے پر مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام کفار و منافقین کے شر سے حفاظت فرمائیں، آمین۔

اللہ تعالیٰ ہر خطے میں مجاہدین کو دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں فتحیاب فرمائیں، مسلمانوں کو عزت و رفعت سے سرفراز فرمائیں، اور وہاں دین و شریعت کو قائم کرنے والی حکومت نصیب فرمائیں، آمین۔

ادارۂ حطین

ربیع الاول ۱۴۴۸ھ

عجل بني إسرائيل في بلاد المسلمين

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على عبده ورسوله محمد والأنبياء والرسل أجمعين، أما بعد!

نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو مشرکین سے مشابہت اختیار کرنے اور ان کے طریقوں کی پیروی کرنے سے نہایت سختی کے ساتھ خبردار فرمایا ہے۔ چنانچہ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

"جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہے"۔[۲]

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے اہلِ کتاب سے مشابہت اختیار کرنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے بھی خصوصی طور پر منع فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ.

"تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں کی قدم بہ قدم پیروی کروگے؛ بالشت کے بدلے بالشت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کے پیچھے اس میں داخل ہو جاؤ گے"۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

فَمَنْ؟

"(یہ نہیں) تو پھر اور کون؟"[۳]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ.

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے سوا دوسروں کی مشابہت اختیار کرے۔ تم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہود کا سلام محض انگلیوں کے اشارے سے اور نصاریٰ کا سلام محض ہتھیلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے (پس تم

---

[۲] سنن أبي داود (4031)

[۳] صحيح بخارى(3456)، صحيح مسلم (2669)

لوگ زبان سے لفظِ سلام ادا کیا کرو)"۔ [۴]

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے جس فتنے سے ہمیں خبردار فرمایا تھا، وہ ایسے معاملات میں ابھر کر سامنے آرہا ہے جو شریعت کے نہایت واضح اور دین کے بدیہی و قطعی احکام میں شمار ہوتے ہیں۔

اور یہ فتنہ اس ملک میں ابھر کر آرہا ہے جس کے لوگوں کو اس سے سب سے زیادہ محتاط ہونا چاہیے تھا، اور یہ فتنہ ان لوگوں سے ظاہر ہو رہا ہے جو اس فتنے کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ لوگوں کو صبح وشام اس فتنے سے ڈراتے رہے اور ان کے بیانات اور تحریرات اس پر شاہد ہیں، لیکن افسوس کہ آج وہ خود اس فتنے میں مبتلا ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کے طلب گار ہیں۔

آج ہم بنی اسرائیل کے بچھڑے کو اس ملک میں ظاہر ہوتا دیکھ رہے ہیں جو شہداء کے خون کی برکت سے آزاد ہوا تھا، تاکہ وہاں اللہ کی شریعت کے مطابق حکومت ہو اور ایک ایسا اسلامی نظام قائم ہو جو دینِ اسلام پر کاربند ہو، عدل کو فروغ دے، حق کی نصرت کرے اور باطل کا خاتمہ کرے۔ لیکن اس کے برعکس وہ ملک آج بنی اسرائیل کے طریقوں کی پیروی کرنے لگا ہے۔

بنی اسرائیل کو جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے درباریوں سے نجات عطا فرمائی، تو انھوں نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر ان کا حال بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی اور ان میں سے گمراہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بچھڑے کو معبود بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ○ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ○ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ﴾ (البقرة: ۴۹-51)

"اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں آلِ فرعون سے نجات دی، جو تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے: تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔ اور یاد کرو جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو چیر دیا، پھر تمہیں نجات دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے آلِ فرعون کو غرق کر دیا۔ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا، پھر ان کے جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو

[۴] سنن الترمذي (۲٦۹۵)

معبود بنالیا اور تم ظالم تھے"۔

یہی حال آج بعض لوگوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ویسی ہی عزت و سرفرازی عطا کی جیسی بنی اسرائیل کو عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے ملک کے فرعون کو ہلاک کر دیا، تاکہ انہیں آزمائے اور دیکھے کہ وہ کیسے اعمال انجام دیتے ہیں۔

انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے بڑے پختہ عہد کیے تھے کہ وہ اس کے دین کو قائم کریں گے، اس کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے اور اپنے شہید بھائیوں کے خون سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا کر دی اور انہیں ان کے ملک کے فرعون سے نجات دے دی تو وہ اس کے بعد بنی اسرائیل کے طریقوں کی ہو بہو پیروی کرنے لگے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی ناشکری کی اور ایسے قوانین بنائے اور ایسے معاہدے کر لیے جو رب العالمین کے دین سے متصادم تھے۔ یوں ان کا حال بھی بنی اسرائیل جیسا ہو گیا۔

اس ملک میں بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت سے مشابہت متعدد صورتوں میں ظاہر ہوئی ہے۔ ان صفحات میں ہم اس کی تین صورتیں بیان کرتے ہیں:

پہلی صورت: وضعی قوانین کا بچھڑا

انسانوں کے بنائے ہوئے وضعی قوانین کو فیصلہ و حکمرانی کا معیار بنانا صریح اور واضح کفرِ اکبر ہے، جیسا کہ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے '**تحکیم القوانین**' میں فرمایا ہے:

> **إنَّ مِنَ الكفرِ الأكبرِ المستبينِ، تنزيلَ القانونِ اللعينِ، منزلةَ ما نزلَ به الروحُ الأمينُ، على قلبِ محمّدٍ ﷺ؛ ليكونَ من المنذرين.**

> "بلاشبہ اسلام سے خارج کرنے والے واضح کفر میں سے ایک یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ملعون قانون کو اس وحی کے مرتبے پر لا کھڑا کیا جائے جسے روحِ امین (جبرئیل علیہ السلام) آنحضرت محمد ﷺ کے قلبِ مبارک پر لے کر نازل ہوئے تھے، تاکہ آپ ﷺ تمام جہانوں کو خبردار کرنے والوں میں سے ہوں"۔ [5]

یہ حکم ان لوگوں کے ہاں بھی کبھی اختلاف یا بحث کا موضوع نہیں تھا جو آج وضعی قوانین کے مطابق حکومت کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اس سے قبل خود ان قوانین کا انکار کرتے تھے، ان کے مطابق فیصلہ کرنے والے کو کافر قرار دیتے اور اسے طاغوت شمار کرتے

[5] تحكيم القوانين، ص ١، ط دار الوطن، الرياض، المملكة العربية السعودية

تھے۔ لہٰذا یہ مسئلہ ان کے نزدیک روزِ روشن کی طرح بالکل واضح تھا، جیسا کہ علامہ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'حکم الجاهلية' میں لکھا ہے:

إنَّ الأمرَ في هذه القوانينِ الوضعيّةِ واضحٌ وضوحَ الشمسِ، هي كفرٌ بَواحٌ، لا خفاءَ فيه ولا مُداوَرةَ. ولا عذرَ لأحدٍ ممّن ينتسبُ للإسلامِ، كائنًا مَن كان، في العملِ بها أو الخضوعِ لها أو إقرارِها. فَلْيَحْذَرِ امرؤٌ لنفسِه، وكلُّ امرئٍ حسيبُ نفسِه. أَلَا فَلْيَصْدَعِ العلماءُ بالحقِّ غيرَ هيّابين، ولْيُبلّغوا ما أُمِروا بتبليغِه غيرَ مُوانين ولا مُقصّرين!

سيقولُ عنّي عبيدُ هذا «الياسق العصريّ» ومناصروه: أنّي جامدٌ، و أنّي رَجعيٌّ، وما إلى ذلك من الأقاويلِ. أَلَا فليقولوا ما شاؤوا، فما عَبِئْتُ يومًا ما بما يُقالُ عنّي، ولكنّي قلتُ ما يجبُ أن أقول!

"ان وضعی قوانین کا معاملہ سورج کی طرح بالکل واضح ہے۔ یہ کھلا کفر ہے، جس میں نہ کوئی پوشیدگی ہے اور نہ بات گھمانے کی گنجائش۔ اسلام سے نسبت رکھنے والے کسی شخص کے لیے... خواہ وہ کوئی بھی ہو... ان قوانین کے مطابق عمل کرنے، ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے یا انہیں تسلیم کرنے کا کوئی عذر نہیں۔ لہٰذا ہر شخص اپنے بارے میں خبر دار رہے؛ کیوں کہ ہر شخص اپنا محاسب خود ہے۔ اور اہلِ علم کو چاہیے کہ بلا خوف حق کا برملا اعلان کریں اور جس بات کی تبلیغ کا انھیں حکم دیا گیا ہے، اس بات کو کسی سستی اور کوتاہی کے بغیر لوگوں تک پہنچائیں۔ 'عصر حاضر کے یاسق'[6] کے غلام اور حامی میرے بارے میں کہیں گے کہ میں جمود کا شکار اور رجعت پسند ہوں، اور نہ جانے کیا کچھ کہیں گے۔ وہ جو چاہیں کہیں، میں نے کبھی اس بات کی پروا نہیں کی کہ میرے بارے میں کیا کہا جاتا ہے۔ میں نے وہی کہا ہے جو مجھے کہنا چاہیے تھا"۔[7]

اور جیسا کہ شیخ عبد اللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'العقيدة وأثرها في بناء الجيل' میں لکھا ہے:

وبإمكانِنا أن نقولَ: كلُّ مَن رفضَ التحاكمَ إلى شريعةِ الله، أو فضَّلَ أيَّ تشريعٍ على تشريعِ الله، أو أشركَ مع شرعِ الله شرائعَ أخرى من وضعِ البشرِ وأهوائِهم، وكلُّ مَن رضيَ أن يُستبدَلَ بشرعِ الله قانونٌ آخرُ، فقد خرجَ من حوزةِ هذا الدِّين، وألقى رِبقةَ الإسلامِ من عنقِه، ورضيَ لنفسِه أن يخرجَ من هذه الملّةِ كافرًا. يقول الأستاذ سيد قطب رحمه الله:

إنَّ الذين يحكمونَ على عابدِ الوثنِ بالشِّرك، ولا يحكمونَ على المتحاكمِ إلى الطاغوتِ بالشِّرك،

---

[6] 'یاسق' اس مجموعہ قوانین کا نام ہے جو چنگیز خان اور اس کے پیروکار منگولوں کے یہاں رائج تھا۔ علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور کے انسانی وضعی قوانین کو اس سے مشابہ قرار دیتے ہوئے یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔ (مترجم)

[7] حكم الجاهلية، ص ٢٩، ط مكتبة السنة، القاهرة، مصر

ويتحرَّجونَ من هذه ولا يتحرَّجونَ من تلك، إنَّ هؤلاء لا يقرؤونَ القرآنَ، ولا يعرفونَ طبيعةَ هذا الدِّين، فليقرؤوا القرآنَ كما أنزلَه الله، وليأخذوا قولَ الله بجِدٍّ: [وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ] [الأنعام:١٢١].

"ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرانے کو مسترد کرے، یا اللہ کی تشریع پر کسی دوسری قانون سازی کو ترجیح دے، یا اللہ کی شریعت کے ساتھ انسانوں کے وضع کردہ اور ان کی خواہشات پر مبنی دوسرے قوانین کو شریک کرے، یا اس بات پر راضی ہو کہ اللہ کی شریعت کے بدلے کوئی دوسرا قانون نافذ کیا جائے، پس وہ اس دین کے دائرے سے نکل گیا، اسلام کا قلادہ اپنے گلے سے اس نے اتار پھینکا اور اپنے لیے اس ملتِ اسلام سے نکل کر کافر ہو جانا پسند کر لیا۔ استاذ سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لوگ بت کے پجاری کو تو مشرک قرار دیتے ہیں، لیکن طاغوت سے فیصلہ کرانے والے پر شرک کا حکم نہیں لگاتے۔ ایک صورت میں حکم لگانے سے جھجکتے ہیں مگر دوسری میں نہیں جھجکتے۔ ایسے لوگ نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ اس دین کی حقیقت سے واقف ہیں۔ انھیں چاہیے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھیں جیسے اللہ نے اسے نازل فرمایا ہے اور اللہ کے اس فرمان کو پوری سنجیدگی سے لیں: [اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔](الانعام: ۱۲۱)""[۸]

پس وضعی قوانین کے بچھڑے کی آج اسی طرح عبادت کی جانے لگی ہے جیسے بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت کی گئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کے خواست گار ہیں۔

دوسری صورت: وحدتِ وطنی اور وطن پرستی کا بچھڑا

آج معاملہ صرف وضعی قوانین کے بچھڑے تک محدود نہیں رہا؛ بلکہ وطنی وحدت اور وطن پرستی کا بچھڑا بھی پھیلتا اور غالب ہوتا جا رہا ہے۔

وطن کو ایسا بت اور معبود بنا دیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے بنی اسرائیل نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا۔ وطنی وحدت اور وطن سے انتساب کے نام پر اس چیز کو حلال قرار دیا جاتا ہے جس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے، اور اس چیز کو حرام ٹھہرایا جاتا ہے جس کے حلال ہونے پر امت متفق ہے۔

---

[۸] العقيدة و أثرها في بناء الجيل، ص ٤٦، ط مركز الشهيد عزام الإعلامي، باكستان

اللہ تعالیٰ امام ومجدد شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، جنھوں نے وطنی حکومتوں کے منصوبوں کی حقیقت اور ان کے مقاصد سے پردہ اٹھایا، اس پر خاص طور پر زور دیا اور اپنے پیغامات اور تحریرات میں اسے بنیادی مسائل میں سے شمار کیا۔ آپ نے اپنے بیان بعنوان 'السبيل لإحباط المؤامرات' میں فرمایا:

ومحورٌ آخرُ تسعى أمريكا من خلالِه، مع وكلائِها في المنطقة، لتشكيلِ حكومةٍ جديدةٍ مواليةٍ لها، كحكوماتِ دولِ الخليج، بدلًا عن حكومةِ المالكي، تُسمَّى باسمِ «حكومةِ الوحدةِ الوطنيّة» أيضا. وهذا الاسمُ يستهوي كثيرًا من الناس، وخاصّةً الذين تعبوا من الحرب، فيجبُ على المسلمين أن يعلموا حقيقةَ هذه الحكومةِ قبلَ الترحيبِ بها.

فحكومةُ الوحدةِ الوطنيّة تعني أن يلتقيَ جميعُ أطيافِ الشعبِ على تعظيمِ الوطنِ تعظيمًا يفوقُ تعظيمَهم لأيِّ مقدّسٍ عندهم؛ أي إنَّ الوطنَ له الكلمةُ العُليا، فهو يعلو ولا يُعلى عليه. فيلتقي الجميعُ في وسطِ الطريق، ويرضَون بأنصافِ الحلول، ممّا يعني أن يتخلّى البعثيّون وبقيّةُ الأطرافِ الأخرى عن بعضِ مبادئِهم، ويتخلّى المسلمون أيضًا عن بعضِ دينِهم.

ومقتضى هذا الأمرِ أن يرضى المسلمُ بتحكيمِ ومشاركة التشريعاتِ الوضعيّة للشريعةِ الإسلاميّة في التحليلِ والتحريم. هذه المشاركةُ هي شِركٌ أكبرُ مخرجٌ من الملّة، مُخلّدٌ لصاحبِه في النار، نعوذُ بالله منها.

فباسمِ الوطنِ والوطنيّة ناصرت دولُ الخليجِ أمريكا لتستبيحَ العراقَ، ليعانيَ أهلُه ما يعانون من ويلاتٍ؛ كلُّ ذلك حتى لا يُشطَبَ الوطنُ من الخريطةِ كما زعموا، والحقيقةُ هي خوفُهم من أن يُشطَبوا هم لا الوطن. فهذا حليفُهم السابقُ صدّامٌ قد شُطِب، ولكنَّ العراقَ لم يُشطَب.

"ایک دوسرا محاذ بھی ہے جس کے ذریعے امریکہ اپنے علاقائی اتحادیوں کے ساتھ مل کر مالکی[9] کی حکومت کی جگہ خلیجی ممالک کی حکومتوں جیسی اپنی وفادار ایک نئی حکومت تشکیل دینے کی کوشش کر رہا ہے، جسے 'وطنی وحدت کی حکومت' کا نام دیا جائے گا۔ یہ ایسا نام ہے جو بہت سے لوگوں، بالخصوص جنگ سے تنگ آچکے افراد، کو اپنی طرف متوجہ کرتا

[9] شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان سن ۲۰۰۷ء کے اواخر میں نشر ہوا۔ یہ عراق پر امریکی جنگ کا زمانہ تھا، جب امریکہ نے صدام حسین کی حکومت کو گرا کر وہاں ایران نواز شیعہ نوری مالکی کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، لیکن امریکہ کے نزدیک یہ وقتی حل تھا، کیونکہ خود مالکی ایران کا حامی تھا، اور امریکہ چاہتا تھا کہ عراق میں خلیجی ممالک کی طرح امریکہ کی اتحادی حکومت قائم ہو۔ اس بیان میں دو نکتے خاص طور پر قابلِ اعتناء ہیں، اول یہ کہ وطن کے نام پر مغربی طاقتوں سے مصالحت وہی لوگ کرتے ہیں جو جنگ سے تھک جاتے ہیں اور جلدی فتح کے متمنی ہوتے ہیں، چنانچہ وہ مغربی طاقتوں کی مصالحت سے حکومت سازی کے عمل میں شریک ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ ادھورا حل ہے۔ بعینہ شام میں یہی کچھ ہوا ہے۔ یہ مغرب کا وہ کامیاب تجربہ ہے جو وہ دوسرے خطوں میں بھی دہرانا چاہتا ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ وطن کا نعرہ دراصل سراب ہے جو برسرِ اقتدار طبقہ اپنی کرسی بچانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ شیخ اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بصیرت میں ہر جہادی تحریک اور اس کی قیادت کے لیے عبرت ہے۔ (مترجم)

ہے۔ لہٰذا اس حکومت کا خیر مقدم کرنے سے پہلے مسلمانوں کے لیے اس کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے۔

وطنی وحدت کی حکومت کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کے تمام طبقات وطن کی ایسی تعظیم پر متفق ہو جائیں جو ان کے نزدیک ہر مقدس چیز کی تعظیم سے بھی بڑھ کر ہو، یعنی فیصلہ کن اور بالادست حیثیت وطن کو حاصل ہو، جو سب سے برتر ہو اور کوئی چیز اس سے بالاتر نہ ہو۔ چنانچہ تمام فریق درمیانی راستے پر جمع ہوں اور ادھورے حل قبول کر لیں۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ بعثی[11] اور دوسرے فریق اپنے بعض اصول ترک کر دیں اور مسلمان بھی اپنے دین کا کچھ حصہ چھوڑ دیں۔

اس صورتِ حال کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان حلال و حرام کے فیصلوں میں اسلامی شریعت کے ساتھ وضعی قوانین کی حاکمیت اور شراکت تسلیم کر لیں۔ یہ شراکت ایسا شرکِ اکبر ہے جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور اس کے مرتکب کو ہمیشہ کے لیے جہنم کا مستحق بناتا ہے؛ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

وطن اور وطن پرستی ہی کے نام پر خلیجی ممالک نے عراق کو پامال کرنے کے لیے امریکہ کا ساتھ دیا، جس کے نتیجے میں عراقی عوام کو ان مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا جو آج وہ جھیل رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس دعوے کے تحت کیا گیا کہ کہیں وطن کا نام نقشے سے مٹ نہ جائے۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ انہیں وطن کے مٹنے کا نہیں، بلکہ خود اپنے مٹ جانے کا خوف تھا۔ چنانچہ ان کا سابق اتحادی صدام تو مٹ گیا، لیکن عراق نہیں مٹا"۔

اسی طرح امام و مجدد شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغام 'النزال النزال يا أبطال الصومال' میں فرمایا:

إلى إخواني المسلمين الصابرين المصابرين في الصومال المجاهد: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

إن الحرب الدائرة فوق أرضكم خلال هذه السنوات، هي حرب بين الإسلام والصليبية العالمية، فحلف الأطلسي أوكل هذه المهمة لإثيوبيا، وهؤلاء وموكلوهم لما أرهقهم جهادكم المبارك، لجؤوا إلى المكروالخداع، وهذا دأبهم في العالم الإسلامي، فنصبوا عليكم رجلًا من بني جلدتكم، ولكنه

---

[11] 'بعث پارٹی' ایک عرب قوم پرست اور اشتراکی سیاسی جماعت تھی۔ عربی لفظ 'بعث' کے معنی بیداری، احیا یا از سرِ نو اٹھ کھڑے ہونے کے ہیں۔ اس جماعت کی بنیاد ۱۹۴۰ء کی دہائی میں شام کے میشل عفلق، صلاح الدین بیطار اور زکی الارسوزی کے افکار پر رکھی گئی۔ اس کا مقصد تمام عرب ممالک کو متحد کر کے ایک بڑی عرب ریاست قائم کرنا تھا۔ اس کے بنیادی اصول عرب اتحاد، آزادی اور اشتراکیت تھے۔ بعث پارٹی مذہب کے بجائے عرب قومیت کو سیاسی نظام کی بنیاد بناتی تھی، اسی لیے یہ لوگ سیکولر سے بڑھ کر دین بیزار، دین دشمن تھے۔ یہ جماعت شام اور عراق میں اقتدار میں رہی۔ شام میں حافظ الاسد اور عراق میں صدام حسین اس کے نمایاں حکمران تھے۔ بعث پارٹی یا اس کے نظریات سے وابستہ افراد کو 'بعثی' کہا جاتا ہے۔ عملی طور پر شام اور عراق کی بعثی حکومتیں فوجی اقتدار، یک جماعتی نظام اور سیاسی مخالفین کے خلاف سخت کارروائیوں کے لیے مشہور ہوئیں۔ (مترجم)

على ملتهم: هو الرئيس السابق عبد الله يوسف.

ولما لم تنطلِ عليكم حيلة «الكرزايات» القديمة في المنطقة، قاموا بتبديله وجاؤوا بنسخة أخرى معدلة، كنسخة سياف وبرهان الدين وأحمد شاه مسعود. فقد كانوا من قادة المجاهدين الأفغان، ثم ارتدوا على أعقابهم، وساعد حلفهم أمريكا لاستئصال الإمارة الإسلامية في أفغانستان.

وكذلك حال شيخ شريف، فقد كان رئيسًا للمحاكم الإسلامية ومع المجاهدين، ولكنه نتيجة لإغراءات وعروض من المبعوثة الأمريكية في كينيا، غيّر وبدّل وارتد على عقبيه، ووافق على إشراك القوانين الوضعية الكفرية مع الشريعة الإسلامية لحكومة وحدة وطنية، وهذا الإشراك هو الشرك الأكبر المخرج من الملة.

وكيف يصدق العقلاء أن أعداء الأمس على أساس ديني يصبحون أولياء اليوم؟ فهذا لا يكون إلا بتخلي أحد الطرفين عن دينه، فانظروا منِ الذي تخلى: هل هو شيخ شريف أم أمريكا؟ وتدبروا قول الله تعالى:

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ○ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد: ٢٥-٢٨)

وقد قال رسول الله ﷺ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ.[١١]

فكم أفسد الحرص على المال والشرف والجاه قياداتنا! فمثل هؤلاء الرؤساء هم وكلاء أعدائنا لا تنعقد لهم ولاية أصلاً. فشيخ شريف وهذا حاله، فيجب خلعه وقتاله. وقد أجمع علماء الإسلام على أن الولاية لا تنعقد لكافر، فإذا طرأ عليه الكفر سقطت ولايته، فوجب القيام عليه بالسلاح. قال القاضي عياض رحمه الله: أجمع العلماء على أن الإمامة لا تنعقد لكافر، وعلى أنه لو طرأ عليه الكفر انعزل.

"جہادی سرزمین صومالیہ میں موجود اپنے ثابت قدم اور پامرد مسلمان بھائیوں کے نام"[١٢]

---

[١١] سنن الترمذي (٢٣٧٦)، مسند أحمد (١٥٧٩٤)

[١٢] شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان ۲۰۰۹ء کے ابتداء میں نشر ہوا ہے۔ اس وقت امریکہ نے صومالی صدر عبد اللہ یوسف کو ہٹا کر شیخ شریف کو صدر بنا دیا تھا۔ یہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزشتہ کئی برسوں سے تمہاری سرزمین پر جاری جنگ درحقیقت اسلام اور عالمی صلیبیت کے درمیان جنگ ہے، جس کی ذمہ داری نیٹو اتحاد نے ایتھوپیا کے سپرد کی تھی۔ جب تمہارے مبارک جہاد نے ان لوگوں اور ان کے مالی سرپرستوں کو تھکا دیا تو انہوں نے مکر و فریب کا سہارا لیا اور عالمِ اسلام میں ہمیشہ سے یہی ان کا شیوہ رہا ہے۔ انہوں نے تم پر ایسے فرد کو مسلط کیا جو بظاہر تمہاری قوم میں سے تھا، لیکن وہ تھا ان کے مذہب پر۔ وہ سابقہ صومالی صدر عبداللہ یوسف تھا۔ لیکن جب یہ 'کرزئی ورژن' کامیاب نہ ہوسکا تو انھوں نے اسے تبدیل کر دیا اور اس کی جگہ دوسرا ورژن لے آئے۔ یہ ورژن سیاف، ربانی اور احمد شاہ مسعود کا ورژن ہے۔ یہ لوگ کبھی افغان مجاہدین کے قائدین میں شمار ہوتے تھے، لیکن بعد میں الٹے پاؤں پھر گئے اور ان میں سے بیشتر نے افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کے خاتمے کے لیے امریکہ کا ساتھ دیا۔

یہی حال شیخ شریف کا بھی ہے۔ وہ پہلے صومالیہ میں اسلامی عدالتوں کا سربراہ تھا اور مجاہدین کے ساتھ تھا، لیکن کینیا میں متعین امریکی خاتون ایلچی کی ترغیب و ترہیب سے متاثر ہو کر وہ بدل گیا، الٹے پاؤں پھر گیا اور وطنی وحدت کی حکومت کے نام پر اسلامی شریعت کے ساتھ کفریہ وضعی قوانین کو شریک کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ایسی شراکت شرکِ اکبر ہے، جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتی ہے۔

اہلِ عقل یہ بات کیسے تسلیم کرسکتے ہیں کہ کل تک دینی بنیادوں پر ایک دوسرے کے دشمن رہنے والے آج باہم دوست بن گئے؟ ایسا اسی وقت ممکن ہے جب دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک اپنے دین سے دست بردار ہو جائے۔ لہٰذا غور کرو کہ اپنے دین سے کون دست بردار ہوا: شیخ شریف یا امریکہ؟

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کرو:

[بے شک جو لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے، شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے اور انہیں لمبی امیدیں دلائیں۔ یہ اس لیے ہوا کہ انھوں نے ان لوگوں سے... جو اللہ کی نازل کردہ وحی کو ناپسند کرتے ہیں... کہا کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مانیں گے، اور اللہ ان کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ پھر اس

شخص ۹۰ء کی دہائی میں مجاہدین کے ساتھ تھا، اور صومالیہ میں جو اسلامی عدالتیں قائم ہوئی تھیں، ان کا رئیس رہ چکا تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنا راستہ بدل لیا اور امریکہ کا حامی بن گیا، اور اسلامی قوانین کے ساتھ انسانی وضعی قوانین کو تسلیم کر کے وطنی حکومت کا سربراہ بن گیا، اور مجاہدین کے خلاف لڑنے لگا۔ شیخ اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ یوسف کو افغانستان کے صدر حامد کرزئی سے مشابہ جبکہ شیخ شریف کو سابق افغان مجاہد قائدین سیاف وربانی واحمد شاہ مسعود کے مشابہ قرار دیا ہے۔ (مترجم)

وقت ان کا کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگائیں گے؟ یہ اس لیے کہ انھوں نے اس راستے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا تھا اور اس کی رضا کو ناپسند کیا، چنانچہ اللہ نے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیے۔](سورۂ محمد:۲۵۔۲۸)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے گئے دو بھوکے بھیڑیے بھی اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال اور جاہ و منصب کی حرص انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے"۔

چنانچہ مال، اقتدار اور جاہ و منصب کی حرص نے کتنے ہی سربراہوں کے دل بگاڑ دیے! یہ لوگ درحقیقت ہمارے دشمنوں کے نمائندے ہیں، شرعاً ان کی ولایت و حکمرانی ابتداء ہی سے معتبر نہیں۔ شیخ شریف کا معاملہ بھی یہی ہے، اسے معزول کرنا اور اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔

تمام علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی کافر کی ولایت منعقد نہیں ہو سکتی، اور اگر کسی حاکم پر بعد میں کفر طاری ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے خلاف ہتھیار اٹھانا واجب ہو جاتا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ کسی کافر کی امامت منعقد نہیں ہوتی، اور اگر کسی حاکم پر بعد میں کفر طاری ہو جائے تو وہ معزول ہو جاتا ہے"۔

شیخ عطیۃ اللہ لیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جیسا کہ 'الأعمال الکاملۃ' میں ہے:

لا نقف في جانب مَن ينادي بالوحدة الوطنية، وعموم الفكرة الوطنية، لا في فلسطين، ولا في غيرها. بل نعتقد أن هذه الفكرة فكرة غير إسلامية، مصادمة للدِّين الحنيف، الذي مَبْنَى الاجتماع فيه على الدِّين والرابطة الدِّينية والأُخوَّة في الله وفي دِين الله الإسلام. وهذه الفكرة -كما سبق الإشارة- هي من الأفكار الواردة على أمتنا من ثقافات الغرب وفلسفات الشرق، ونحن أكرمنا الله تعالى بالإسلام والإيمان، فلم نبتغِ في الإسلام سنة الجاهلية؟ ونحن قوم أعزنا الله بالإسلام، فمهما طلبنا العز في غيره أذلنا الله. الفكرة الوطنية الخبيثة مبناها على اجتماع الناس على المواطنة، أي على كون كلهم مواطنين لنفس البلد ولنفس الدولة، لهم نفس الحقوق وعليهم نفس الواجبات، بناء على هذه الرابطة الوطنية كلهم متساوون، لا فرق بينهم بدين ولا عدالة ولا غير ذلك. وهذا لا شك أنه باطل مناقض لدين الإسلام الذي جعل العلاقة بين الناس مبنية على الدين والتوحيد والإيمان بالله تعالى وبرسوله صلى الله عليه وسلم وبما جاء به، وأمر بموالاة المؤمنين ومحبتهم، وأمر ببغض الكافرين ومعاداتهم، وجعل لكلٍّ أحكاماً، وجعل الرابطة بين المؤمنين هي الأخوة في الإسلام والإيمان، وجعل التفاضل بينهم بالتقوى والعمل الصالح.

"ہم ان لوگوں کی صف میں ہرگز کھڑے نہیں ہو سکتے جو وطنی وحدت اور وطن پرستی کا نعرہ لگاتے ہیں، خواہ یہ فلسطین

میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ ایک غیر اسلامی فکر ہے، جو دینِ حنیف سے متصادم ہے، کیونکہ اسلام میں اجتماعی زندگی کی بنیاد دین، دینی تعلق، اور اللہ اور اس کے دین اسلام کی خاطر قائم ہونے والی اخوت پر ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا جاچکا ہے، یہ فکر ان نظریات میں سے ہے جو مغربی ثقافت اور مشرقی فلسفے سے ہماری امت میں در آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام اور ایمان کے ذریعے عزت و سرفرازی عطا فرمائی ہے تو کیا اب ہم اسلام میں جاہلیت کی روش تلاش کریں؟ ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی، لہٰذا جب بھی ہم اسلام کے سوا کسی اور ذریعے میں عزت تلاش کریں گے، اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا۔

اس مذموم وطن پرستانہ فکر کی بنیاد لوگوں کو مشترکہ شہریت پر جمع کرنا ہے، یعنی یہ تصور کہ سب لوگ ایک ہی ملک اور ایک ہی ریاست کے برابر شہری ہیں۔ لہٰذا اس وطنی تعلق کی بنا پر سب کے حقوق اور ذمہ داریاں یکساں ہیں۔ سب برابر ہیں۔ دین، نیکی یا کسی دوسری بنیاد پر ان میں کوئی امتیاز نہیں۔

بلاشبہ یہ ایک باطل نظریہ اور دینِ اسلام کے سراسر منافی ہے، کیونکہ اسلام نے لوگوں کے باہمی تعلق کی بنیاد دین، توحید، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر رکھی ہے۔ اسلام نے اہلِ ایمان سے دوستی اور محبت، جبکہ کافروں سے نفرت و براءت کا حکم دیا ہے۔ ہر گروہ کے لیے الگ احکام مقرر کیے ہیں۔ اہلِ ایمان کے باہمی تعلق کو اسلامی و ایمانی اخوت پر قائم کیا ہے، اور ان کے درمیان فضیلت کا معیار تقویٰ اور عملِ صالح کو قرار دیا ہے"۔[13]

یوں وضعی قوانین کے بچھڑے کو بھی اسی طرح پوجا جانے لگا جس طرح بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش کی تھی۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے ہی عافیت اور سلامتی کے طلب گار ہیں۔[14]

---

[13] الأعمال الكاملة للشيخ عطية الله الليبي، ج ١، ص ١٨٢، ١٨٣، ط دار الكتاب العالمي، تركيا

[14] آج اسی وطنی وحدت کے نعرے کے تحت سرزمین شہداء و مجاہدین 'شام' میں خالص ملحد اور سیکولر عناصر کو حکومت میں شامل کر لیا گیا ہے، حالانکہ اس سے قبل شامی علماء اور مجاہدین ایسے ملحدین کے عقائد و نظریات پر سخت تنقید کرتے رہے ہیں۔ نئی حکومتی کابینہ میں بعث پارٹی سے وابستہ تین افراد شامل ہیں، جو بشار الاسد کے دورِ اقتدار میں حکمران جماعت تھی۔ اسی طرح کرد 'قوم پرست' سیکولر حلقوں اور اسرائیل نواز 'بے دین' دروز قوم سے تعلق رکھنے والی بعض شخصیات کو بھی نمایاں ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ چنانچہ محمد عبد الرحمن ترکو کو وزیرِ تعلیم، نور الدین احمد عیسیٰ کو گورنرِ حسکہ، جب کہ قسد اور وائی پی جی کی سابق عسکری قیادت سے وابستہ سیپان حمو کو مشرقی خطے کے لیے معاون وزیرِ دفاع مقرر کیا گیا ہے۔ یوں وطنیت اور سیاسی مصلحت کے زیرِ اثر وہ گروہ بھی نئے ریاستی نظم کا حصہ بن گئے ہیں جو اسلام اور مجاہدین کے کھلے دشمن ہیں۔ (مترجم)

تیسری صورت: اقوامِ متحدہ کے منشور اور قوانین کو تسلیم کرنے اور فیصلوں کے لیے اس سے رجوع کرنے کا بچھڑا

یہ مذموم صورت موجودہ زمانے میں غیر اللہ کی عبادت کی بدترین صورتوں میں سے ایک ہے۔ اس مجرم ادارے نے کسی معاملے پر ایسا اتفاق و اتحاد نہیں کیا جیسا اتفاق اس نے اللہ، اس کی شریعت، اس کے رسول ﷺ اور اس کے اولیاء کے خلاف جنگ پر کیا ہے۔ اس معاملے میں یہ ادارہ پوری طرح متحد ہے، جب کہ اس کے علاوہ دیگر امور میں اس کے ارکان باہم اختلاف اور تصادم کا شکار رہتے ہیں۔

اس ادارے کا یہ مذموم کردار ہر صاحبِ بصیرت کے سامنے پوری طرح نمایاں ہو چکا ہے۔ اس سے صرف وہی شخص بے خبر رہ سکتا ہے جس کی بصیرت اللہ تعالیٰ نے سلب کر دی ہو۔ اللہ تعالیٰ امام و مجدد شیخ اسامہ بن لادن پر رحم فرمائے، جنھوں نے اپنے بیان 'حقيقة الصراع: أولى حروب القرن' میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا:

> إن الذين يحيلون مآسينا اليوم، ويريدون أن يحلوها في الأمم المتحدة، إنما هم منافقون يخادعون الله ورسوله ويخادعون الذين آمنوا. وهل مآسينا إلا من الأمم المتحدة! من الذي أصدر قرار التقسيم عام ١٩٤٧م لفلسطين، أباح بلاد الإسلام لليهود؟ الأمم المتحدة بقرارها في ٤٧م. فهؤلاء الذين يزعمون بأنهم زعماء للعرب وما زالوا في الأمم المتحدة هم كفروا بما أنزل على محمد ﷺ، الذين يحيلون الأمور إلى الشرعية الدولية هم كفروا بشرعية الكتاب الكريم وبسنة المصطفى ﷺ. فهذه هي الأمم المتحدة التي عانينا منها ما عانينا، فلا يذهب إليها مسلم بحال من الأحوال، ولا يذهب إليها عاقل وانما هي أداة من أدوات الجريمة، نذبح في كل يوم ولا تحرك ساكنًا.
>
> إخواننا في كشمير منذ أكثر من ٥٠ عامًا يسامون سوء العذاب، يذبحون ويقتلون ويعتدى على أعراضهم ودمائهم ودورهم، ولا تحرك ساكنًا الأمم المتحدة. واليوم دون أن يثبت أي دليل، تسوق الأمم المتحدة القرارات المؤيدة لأمريكا الظالمة الجائرة المتجبرة على هؤلاء المستضعفين الذين خرجوا من حرب ضروس على يد الاتحاد السوفيتي.
>
> ولتنظر إلى حرب الشيشان الثانية التي ما زالت قائمة إلى اليوم، شعب بأكمله تعاد عليه الحروب مرة أخرى من هذا الدب الروسي، وتتحرك الهيئات الإنسانية حتى الأمريكية تطالب الرئيس كلينتون بأن يوقف الدعم عن روسيا، ولكن كلينتون يقول إن إيقاف الدعم عن روسيا لا يخدم المصالح الأمريكية. وبوتين قبل عام يطالب الصليب ويطالب اليهود أن يقفوا معه ويقول لهم: ينبغي عليكم أن تقفوا معنا وأن تشكرونا لأننا نقوم بحرب ضد الأصولية الإسلامية. بكل هذا

الوضوح يتكلم الأعداء وزعماء المنطقة يتوارون ويستحون من أن ينصروا إخوانهم، والأشد من أنهم يمنعون المسلمين من نصرة إخوانهم. ولننظر إلى موقف الغرب وإلى موقف الأمم المتحدة في أحداث إندونيسيا عندما تحركوا لتقسيم أكبر دولة في العالم الإسلامي من حيث عدد السكان، هذا المجرم كوفي عنان يتكلم على الملأ ويضغط على حكومة إندونيسيا، ويقول لها أمامك ٢٤ ساعة لقسم وفصل تيمور الشرقية عن إندونيسيا، وإلا سوف نضطر بإدخال قوات عسكرية لفصلها بالقوة، وكانت القوات الصليبية الأسترالية على الشواطئ الإندونيسية وفعلاً دخلت لفصل تيمور الشرقية، جزء من بلاد العالم الإسلامي. فينبغي أن ننظر إلى الأحداث لا على أنها حلقة مستقلة، بل هي حلقة في سلسلة طويلة من المؤامرات، هي حرب إبادة بكل ما تحمله الكلمة من معنى.

”آج جو لوگ ہمارے مصائب کو اقوامِ متحدہ کے سپرد کرتے اور وہاں ان کا حل تلاش کرنا چاہتے ہیں، وہ در حقیقت منافق ہیں، جو اللہ، اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ہمارے یہ مصائب اقوامِ متحدہ ہی کی پیداوار نہیں؟ فلسطین کی تقسیم کا فیصلہ ۱۹۴۷ء میں کس نے جاری کیا اور سرزمینِ اسلام کو یہودیوں کے لیے کس نے مباح قرار دیا؟ اقوامِ متحدہ ہی نے ۱۹۴۷ء میں یہ فیصلہ صادر کیا تھا۔

جو لوگ خود کو عربوں کا قائد قرار دیتے ہیں اور اب تک اقوامِ متحدہ میں موجود ہیں، انہوں نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اپنے معاملات نام نہاد عالمی قانونی نظام کے سپرد کرتے ہیں، انہوں نے قرآنِ کریم کی حاکمیت اور سنتِ مصطفی ﷺ کی شرعی حیثیت کا انکار کیا ہے۔

یہ وہی اقوامِ متحدہ ہے جس کے ہاتھوں ہم نے بے شمار مصائب برداشت کیے ہیں۔ لہٰذا کسی مسلمان کو کسی حال میں اس کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ حقیقت سے باخبر کوئی صاحبِ عقل بھی اس کے پاس نہ جائے؛ کیوں کہ یہ جرائم کے ارتکاب کا ایک آلہ ہے۔ روزانہ قتل وغارت ہوتی رہتی ہے، مگر یہ ادارہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

کشمیر میں ہمارے بھائی پچاس برس سے زیادہ عرصے سے بدترین عذاب کا سامنا کر رہے ہیں۔ انہیں ذبح اور قتل کیا جاتا ہے، ان کی عزتوں، جانوں اور گھروں کو پامال کیا جاتا ہے، لیکن اقوامِ متحدہ کا ادارہ کوئی حرکت نہیں کرتا۔ دوسری طرف کسی قسم کے ثبوت کے بغیر یہی ادارہ ظالم، جابر اور سنگ دل امریکہ کے حق میں قراردادیں منظور کرتا ہے اور انہیں ان مظلوم لوگوں کے خلاف استعمال کرتا ہے، جو سوویت یونین کے ہاتھوں ایک نہایت خون ریز جنگ سے نکلے تھے۔

چیچنیا کی دوسری جنگ کو بھی دیکھیں، جو آج تک جاری ہے۔ ایک پوری قوم کو روسی ریچھ کے ہاتھوں دوبارہ جنگ کی

آگ میں جھونک دیا گیا۔ انسانی حقوق کے ادارے، حتیٰ کہ امریکی ادارے بھی، صدر کلنٹن سے مطالبہ کرتے رہے کہ وہ روس کی امداد بند کردے، مگر کلنٹن کا کہنا تھا کہ روس کی امداد روکنا امریکی مفادات کے لیے سود مند نہیں۔

ایک سال پہلے پوٹن نے عیسائیوں اور یہودیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا ساتھ دیں۔ اس نے ان سے کہا: تمہیں ہمارا ساتھ دینا اور ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے، کیونکہ ہم اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف جنگ کررہے ہیں۔ دشمن نہایت کھلے الفاظ میں اپنا مؤقف بیان کرتے ہیں، جب کہ خطے کے (نام نہاد مسلم) حکمران چھپتے پھرتے اور اپنے بھائیوں کی مدد کرنے سے شرماتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی مدد کرنے سے روکتے ہیں۔

انڈونیشیا کے واقعات میں مغرب اور اقوامِ متحدہ کے کردار پر بھی نظر ڈالیں، جب انھوں نے آبادی کے لحاظ سے عالمِ اسلام کے سب سے بڑے ملک کو تقسیم کرنے کی کوشش کی۔ مجرم 'کوفی عنان' (جو اس وقت اقوامِ متحدہ کا سربراہ تھا) نے بر سرِ عام انڈونیشیا کی حکومت پر دباؤ ڈالا اور کہا کہ تمہارے پاس مشرقی تیمور کو انڈونیشیا سے الگ کرنے کے لیے صرف چوبیس گھنٹے ہیں، ورنہ ہم اسے طاقت کے ذریعے الگ کرنے کے لیے فوجی دستے داخل کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس وقت آسٹریلیا کی صلیبی افواج انڈونیشیا کے ساحلوں پر موجود تھیں؛ پھر وہ واقعی داخل ہوئیں اور عالمِ اسلام کے ایک حصے، مشرقی تیمور، کو الگ کردیا۔

لہٰذا ہمیں ان واقعات کو الگ تھلگ واقعے کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ یہ سازشوں کے ایک طویل سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ یہ ہر اعتبار سے مسلمانوں کی نسل کشی کی جنگ ہے"۔

شیخ ابو مصعب سوری اپنی کتاب 'دعوة المقاومة' میں لکھتے ہیں:

الأمم المتحدة باختصار منظمة شكلها حلفاء منتصرون في الحرب العالمية الثانية، لضمان تقاسم السيطرة على العالم، وتقنين توزيع تلك السيطرة فيما بينهم بحسب قوتهم وأوزانهم العسكرية والسياسية. وقد تركت بعض الهوامش الدعائية لبعض مؤسسات تلك المنظمة، لتتحرك فيها الشعوب الضعيفة والحكومات التابعة بما تتوهم أنه هامش من التأثير السياسي.

وقد تفرع عن الأمم المتحدة منظمات دولية كثيرة تقاسمت مهمة إخضاع الشعوب الضعيفة والسيطرة عليها، في مجالات التعليم والصحة والزراعة والتنمية البشرية والاقتصادية، لتتركها عالة تدور في فلك الدول الاستعمارية.

ولما اختل ميزان القوى الدولي بانهيار الاتحاد السوفييتي، و انفردت أمريكا بإدارة العالم، ورثت أمريكا السيطرة شبه الكاملة على هذه المنظمة التي ستنهار قريبًا وتذهب كمؤسسة من مخلفات النظام العالمي القديم.

وقد شهدت هذه المنظمة على نفسها بأنها كانت وراء تقنين ضياع حقوق العرب والمسلمين في كل مسائلهم التي عرضت عليها، وهذا يحتاج لمجلد كامل لسرد تفاصيله. فقد اعترفت المنظمة بإسرائيل، وبكل مؤامراتها بعد قيامها، ولم تفلح قراراتها لصالح العرب والمسلمين إلا لذر رماد قرارات الشجب في العيون.

وأما وقد ورثت أمريكا المنظمة، فقد تحول هذا «الكوفي عنان» لموظف حقير تابع للبيت الأبيض، حيث شرع مجلس الأمن غزو العراق وقنن احتلاله، ومهد لتدويل ذلك الاحتلال، كما فعل في أفغانستان والبوسنة سابقًا...

والخلاصة فإن على قوى المقاومة أن تتعامل مع هذه المؤسسات الدولية، وكلًّا بحسب ضررها وعدوانها، على أساس أنها الستار المزيف للعدوان الصهيوني الأمريكي وسيطرة حكومته الخفية على العالم، وعدم الانخداع بمهزلة مواجهة الأمم المتحدة للمطامع الأمريكية.

فقصارى دور الدول المناوئة لأمريكا فيها هو حرصهم على زيادة حصة الذئاب والضباع والجرذان، مما يتركه الأسد الأمريكي مما افترس من قصعتنا ونهب من ثرواتنا. هذا ناهيك عن الدور التجسسي والاستخباراتي الذي لعبه موظفو تلك المؤسسات في كل مكان حلوا فيه في بلادنا. وعلينا أن نتعامل معها كإحدى مؤسسات العدوان والاحتلال الصهيوأمريكي. فننسف كلَّ وجودهم في بلادنا بلا هوادة. والله المستعان عليهم جميعًا.

”مختصر یہ کہ اقوامِ متحدہ ایک ایسا ادارہ ہے جسے دوسری عالمی جنگ کے فاتح اتحادیوں نے قائم کیا تھا، تاکہ دنیا پر اپنی بالادستی کو باہم تقسیم کر سکیں اور اپنی عسکری و سیاسی قوت اور حیثیت کے مطابق اس اقتدار کی تقسیم کو قانونی شکل دے سکیں۔

اس ادارے کے بعض ذیلی شعبوں میں نمائشی سرگرمیوں کی کچھ گنجائش چھوڑ دی گئی، تاکہ کمزور اقوام اور تابع حکومتیں ان دائروں میں حرکت کرتی رہیں اور انہیں یہ گمان ہوتا رہے کہ انہیں سیاسی اثر و رسوخ کا کچھ اختیار حاصل ہے۔

اقوامِ متحدہ سے بہت سے بین الاقوامی ادارے وجود میں آئے، جنہوں نے تعلیم، صحت، زراعت اور انسانی و اقتصادی ترقی کے شعبوں میں کمزور قوموں کو مطیع بنانے اور ان پر قابو پانے کی ذمہ داریاں باہم تقسیم کر لیں، تاکہ انہیں ایسی حالت میں رکھا جائے کہ وہ استعماری طاقتوں ہی کے مدار میں گردش کرتی رہیں۔

سوویت یونین کے انہدام کے بعد جب عالمی قوتوں کا توازن بگڑ گیا اور امریکہ تنہا دنیا کا نظم چلانے لگا تو اسے اقوامِ متحدہ پر بھی تقریباً مکمل تسلط حاصل ہو گیا۔ گو اللہ سے امید ہے کہ یہ ادارہ جلد منہدم ہو جائے گا اور پرانے عالمی نظام کی

باقیات میں شامل ایک ادارے کی حیثیت سے قصۂ پارینہ بن جائے گا۔

اس ادارے کا اپنا کردار اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کے جو معاملات بھی اس کے سامنے پیش ہوئے، ان میں ان کے حقوق کی پامالی کو قانونی حیثیت دینے میں ہی اس کا ہاتھ رہا ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کے لیے ایک پوری جلد درکار ہے۔ اس ادارے نے اسرائیل کو اس کے تمام تر جرائم کے باوجود تسلیم کیا، جبکہ عربوں اور مسلمانوں کے حق میں کوئی مؤثر فیصلہ صادر نہ کرسکا سوائے مذمتی قراردادوں کے، اور یہ مذمتی قراردادیں محض آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف رہیں۔

جب امریکہ اس ادارے کا وارث اور مختار بن گیا تو یہ بوسیدہ ڈھانچہ وائٹ ہاؤس کا تابع ایک حقیر ملازم بن کر رہ گیا۔ سلامتی کونسل نے عراق پر حملے کو قانونی جواز فراہم کیا، اس کے قبضے کو باقاعدہ قانونی حیثیت دی اور اس قبضے کی مالی معاونت کی راہ ہموار کی، جیسا کہ اس سے پہلے افغانستان اور بوسنیا میں کیا گیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہادی قوتوں کو ان بین الاقوامی اداروں کے ساتھ اس بنیاد پر معاملہ کرنا چاہیے کہ یہ ادارے امریکی وصہیونی جارحیت اور دنیا پر امریکہ کی خفیہ حکومت کے لیے ایک پردہ ہیں۔ انھیں اقوامِ متحدہ کی جانب سے امریکی عزائم کی ظاہری مخالفت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔

اس ادارے میں امریکہ کے مخالف ممالک کا زیادہ سے زیادہ کردار یہ ہے کہ وہ ہمارے دسترخوان سے امریکی شیر کے شکار کیے ہوئے مال اور ہماری لوٹی ہوئی دولت میں سے بھیڑیوں، لگڑ بھگڑوں اور چوہوں کا حصہ بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری سرزمین میں جہاں کہیں ان اداروں کے اہل کار پہنچتے ہیں، وہاں ان کا جاسوسی اور خفیہ معلومات جمع کرنے کا کردار بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اقوامِ متحدہ کو دشمن اور امریکی وصہیونی آلہ کار ادارے کے طور پر اس سے معاملہ کریں۔ ہم ضرور اپنی سرزمینوں سے اس کے پورے وجود کو بلا توقف ختم کردیں گے، اور ان سب کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے"۔[15]

یہ ہماری ہی قوم سے تعلق رکھنے والے بعض لوگوں کی بنی اسرائیل سے مشابہت کی تین صورتیں ہیں۔ انھوں نے بھی اپنے زمانے کے فرعون کی ہلاکت کی نعمت ملنے کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کے طلب گار ہیں۔

[15] دعوة المقاومة الإسلامية العالمية، ص ١١٢٢، ١١٢٣، طبعة المصنف

بچھڑے کو اس کی مختلف صورتوں اور حالتوں میں معبود بنانے والوں کے لیے ربانی سزا

گزشتہ صفحات میں ہم نے موجودہ زمانے میں پائی جانے والی ان تین صورتوں کا ذکر کیا جن میں بعض لوگ بچھڑے کو معبود بنانے کے معاملے میں بنی اسرائیل سے مشابہت اختیار کر رہے ہیں۔ اب ہم اس جرم میں مبتلا ہونے یا دوسروں کو اس کی دعوت دینے والوں کے لیے مقرر کردہ ربانی سزا بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ (الأعراف: ۱۵۲)

”بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا، انھیں ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیوی زندگی میں ذلت پہنچے گی، اور ہم افترا پردازوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں“۔

یہ سزا کس قدر سخت اور یہ انجام کتنا ہولناک ہے۔ یہی انجام ہر اس شخص کا منتظر ہے جو مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت میں، یا ان کے علاوہ کسی اور صورت میں، بنی اسرائیل کے طریقے کی پیروی کرے، اللہ کے سوا کسی کو رب، معبود یا قانون ساز بنائے، یا دوسرے مذاہب، نظاموں اور گمراہ افکار سے ایسا منہج اور دستور اخذ کرے جو قرآن وسنت سے متصادم ہو۔

یہ ربانی سزا صرف بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ جو شخص اس طرزِ عمل میں ان کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ بھی اس کی زد میں آئے گا۔ امام المفسرین امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ويعني بقوله: [وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ]، وكما جزيت هؤلاء الذين اتخذوا العجل إلهًا، من إحلال الغضب بهم، والإذلال في الحياة الدنيا على كفرهم ربهم، وردّتهم عن دينهم بعد إيمانهم بالله، كذلك نجزي كل من افترى على الله، فكذب عليه، و أقر بألوهية غيره، وعبد شيئًا سواه من الأوثان، بعد إقراره بوحدانية الله، وبعد إيمانه به وبأنبيائه ورسله وقيل ذلک، إذا لم يتب من كفره قبل قتله.

”اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے بچھڑے کو معبود بنانے والوں کو سزا دی، ان پر اپنا غضب نازل کیا، اور اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرنے اور اپنے دین سے پھر جانے کے سبب انہیں دنیا میں ذلت سے دوچار کیا، اسی طرح ہم ہر اس شخص کو سزا دیتے ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے، اس کی

طرف جھوٹی بات منسوب کرے، اللہ کے سوا کسی اور کی الوہیت تسلیم کرے اور اللہ کی وحدانیت، اس پر ایمان اور اس کے انبیاء ورسل کو مان لینے کے بعد کسی بت یا دوسری چیز کی عبادت کرے، جبکہ وہ اس کفر سے توبہ نہ کرے"۔

امام ابن جریر طبری مزید لکھتے ہیں کہ متعدد مفسرین نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی، پھر فرمایا:

فهو جزاء كل مفتريكون إلى يوم القيامة: أن يذله الله.

"قیامت تک آنے والے ہر افتراپرداز کی یہی سزا ہے کہ اللہ اسے ذلیل کردے"۔

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ کے بارے میں فرمایا:

كل صاحب بدعة ذليل.

"ہر بدعتی ذلیل ہوتا ہے"۔[16]

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ نے 'فی ظلال القرآن' میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾ کے تحت لکھا ہے:

كلُّ المفترين إلى يومِ الدِّين، فهو جزاءٌ متكرِّرٌ كلّما تكرَّرت جريمةُ الافتراءِ على الله، من بني إسرائيل، ومن غيرِبني إسرائيل. ووعدُ الله صادقٌ لا محالةَ. وقد كُتب على الذين اتَّخذوا العجلَ الغضبُ والذِّلّةُ.

"یہ حکم قیامت تک آنے والے تمام افتراپردازوں کے لیے ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کے جرم کا ارتکاب ہوگا، یہ سزا بھی بار بار دی جائے گی، خواہ اس جرم کا ارتکاب بنی اسرائیل کریں یا ان کے علاوہ کوئی اور۔ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ بچھڑے کو معبود بنانے والوں کے مقدر میں غضب اور ذلت لکھ دی گئی ہے"۔[17]

آخر میں ہر بندے کو اس بات سے خبردار رہنا چاہیے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے مختلف گروہوں اور مسالک کے طور طریقوں کی پیروی نہ کرے، ورنہ وہ بھی اسی انجام سے دوچار ہو سکتا ہے جس سے بنی اسرائیل دوچار ہوئے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتا۔

اور جس شخص کو اس کے نفس نے بہکایا یا انسانی وجناتی شیاطین نے ورغلا کر اسے مذکورہ امور میں سے کسی میں مبتلا کر دیا ہو، اسے

---

[16] جامع البيان عن تأويل آي القرآن، ج ١٣، ص ١٣٥، ١٣٦، ط مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان

[17] في ظلال القرآن، ج ٣، ص ١٣٧٥، ط دار الشروق، بيروت والقاهرة

فوراً سچی توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ توبہ کا دروازہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو توبہ کرے، اللہ کی طرف رجوع کرے، ایمان لائے اور اپنی اصلاح کرلے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ○ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(الأعراف: ۱۵۲-۱۵۳)

”بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا، انھیں ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیوی زندگی میں ذلت پہنچے گی، اور ہم افترا پردازوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے برے اعمال کیے، پھر ان کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو یقیناً آپ کا رب اس توبہ کے بعد بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے“۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے فرمان﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نائلة لكل من افترى بدعة، فإن ذل البدعة ومخالفة الرسالة متصلة من قلبه على كتفيه، كما قال الحسن البصري: إن ذل البدعة على أكتافهم، وإن هملجت بهم البغلات، وطقطقت بهم البراذين. وهكذا روى أيوب السختياني، عن أبي قلابة الجرمي، أنه قرأ هذه الآية: {وكذلك نجزي المفترين} قال: هي والله لكل مفتر إلى يوم القيامة. وقال سفيان بن عيينة: كل صاحب بدعة ذليل.

ثم نبه تعالى عباده وأرشدهم إلى أنه يقبل توبة عباده من أي ذنب كان، حتى ولو كان من كفر أو شرك أو نفاق أو شقاق؛ ولهذا عقب هذه القصة بقوله: {والذين عملوا السيئات ثم تابوا من بعدها وآمنوا إن ربك} أي: يا محمد، يا رسول الرحمة ونبي النور{من بعدها} أي: من بعد تلك الفعلة {لغفوررحيم}

”یہ وعید ہر اس شخص کو شامل ہے جو کوئی بدعت گھڑے؛ کیونکہ بدعت اور تعلیماتِ رسالت کی مخالفت کی ذلت اس کے دل سے لے کر اس کے کندھوں تک اس سے چمٹی رہتی ہے۔ جیسا کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: 'بدعت کی ذلت ان کے کندھوں پر نمایاں رہتی ہے، خواہ خچر انہیں تیز رفتاری سے لے کر چلیں اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے انہیں دوڑاتے پھریں'۔ اسی طرح حضرت ایوب سختیانی نے امام ابو قلابہ جرمی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی:﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾، پھر فرمایا: 'اللہ کی قسم! یہ وعید قیامت تک آنے والے ہر افترا پرداز کے لیے ہے'۔ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 'ہر بدعتی ذلیل ہوتا ہے'۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو متنبہ کیا اور ان کی رہنمائی فرمائی کہ وہ اپنے بندوں کی ہر گناہ سے توبہ قبول کرتا ہے، خواہ وہ گناہ کفر، شرک، نفاق یا مخالفت ہی کیوں نہ ہو۔ اسی لیے اس واقعے کے فوراً بعد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمہ: اور جن لوگوں نے برے اعمال کیے، پھر ان کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ یعنی اے محمد، اے رسولِ رحمت اور نبی نور! اس برے فعل کے بعد بھی اگر وہ سچی توبہ کرلیں تو آپ کا رب یقیناً بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے"۔[18]

والحمدللہ رب العالمین۔

[18] تفسیر القرآن العظیم، ج ۳، ص ۴۷۸، ط دار طیبة للنشر والتوزیع، الریاض، المملکة العربیة السعودیة